نمازِ عصر مغرب سے بیس منٹ پہلے (مکروہ وقت میں) پڑھی، تو کیا حکم ہے؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:GRW-670 تاریخ:20-12-2022

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی نے عصر کے مکروہ وقت میں جو پاک وہند میں مغرب سے پہلے تقریباً20 منٹ شمار کیا گیا ہے، اس میں اس دن کی عصر کی نماز ادا کی، تو کیا وہ نماز واجب الاعادہ ہوگی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

بلاعذر شرعی نماز عصر کی ادائیگی میں اس قدر تاخیر کرنا، کہ مکروہ وقت شروع ہو جائے، مکروہ تحریمی، ناجائز و گناہ ہے، لیکن یہ یاد رہے کہ یہ کراہت صرف تاخیر کرنے میں ہے اور جہاں تک نماز کی ادائیگی کا معاملہ ہے، تو اس میں کوئی کراہت نہیں آئے گی، اسی کی معتبر متون و شروح و فتاوی میں تصریح فرمائی گئی ہے اور واجب الاعادہ وہ نماز ہوتی ہے، جو کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے، اور اس دن کی عصر اس وقت میں ادا کی گئی، تو وہ کراہت تحریمی کے ساتھ ادا نہیں ہوگی، لہذا واجب الاعادہ بھی نہیں ہوگی۔

رشید الدین ابو عبد اللہ محمد بن رمضان رومی حنفی علیہ الرحمۃ (متوفی616ھ) "الینابیع فی معرفۃ الاصول والتفاریع" میں فرماتے ہیں: "وان صلّی في هذه الأوقات الثلاثة واجبا كان عليه أو فرضا أو منذورا **فإنه يعيدها إلا عصر يومه، وصلوة الجنازة، وسجدة التلاوة التي تلاها في هذه الأوقات**" ترجمہ: اور اگر کسی نے ان تین اوقات میں اپنے اوپر لازم واجب یا فرض یا منت کی نماز ادا کی تو وہ اس کو لوٹائے گا، سوائے اس دن کی

عصر اور نماز جنازہ اور اس تلاوت کے سجدہ کے کہ جس کی تلاوت انہی اوقات میں کی۔

(الینابیع فی معرفۃ الاصول والتفاریع، کتاب الصلوۃ، باب الاوقات التی تکرہ فیھا الصلوۃ، ص46، مخطوطہ)

امام یوسف بن عمر بن یوسف کادوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 832ھ)"جامع المضمرات فی شرح مختصر الامام القدوری" میں فرماتے ہیں:"ولو صلّى في هذه الأوقات الثلاثة واجبا عليه أو فرضا أو منذورا **فإنه يعيدها إلا عصر يومه، وصلاة الجنازة، وسجدة التلاوة التي تلاها في هذه الأوقات**"ترجمہ: اور اگر کسی نے ان تین اوقات میں اپنے اوپر واجب یا فرض یا منت کی نماز ادا کی تو وہ اس کو لوٹائے گا، سوائے اس دن کی عصر اور نماز جنازہ اور اس تلاوت کے سجدہ کے کہ جس کی تلاوت انہی اوقات میں کی۔

(جامع المضمرات، کتاب الصلاۃ، ج1، ص420، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

تفصیل اس کی یہ ہے:

نماز کا وقت اس کے وجوب کا سبب ہوتا ہے اور سبب اگر کامل ہو، تو وجوب بھی کامل ہوتا ہے اور جب وجوب کامل ہو، تو اب اس کی ناقص وقت میں ادائیگی نہیں کی جاسکتی اور اگر سبب ناقص ہو، تو وجوب بھی ناقص ہوتا ہے اور اب اس کی ناقص وقت میں ادائیگی کی جاسکتی ہے کہ جیسا وجوب تھا، ادائیگی بھی ویسی ہی کی گئی ہے۔ اور اس صورت میں اس میں کوئی کراہت نہیں آتی، لہذا اس کے واجب الاعادہ ہونے کا حکم بھی نہیں لگایا جائے گا۔

عصر کے وقت کے دو حصے ہوتے ہیں: ایک مکروہ وقت سے پہلے اور ایک مکروہ وقت۔ مکروہ وقت سے پہلے والا حصہ کامل ہے، تو اس کی وجہ سے وجوب بھی کامل ہے اور مکروہ وقت ناقص ہے، تو اس کی وجہ سے وجوب بھی ناقص ہے۔ اور نماز کا سبب وہ جزء بنتا ہے، جس میں نماز کی ادائیگی کی جائے۔ پس جب ناقص وقت میں وجوب بھی ناقص ہے تو اب اسی وقت میں اگر اس کی ادائیگی کی جائے گی، تو جیسا وجوب تھا ویسی ادائیگی ہوگئی، تو کسی قسم کا نقص بندے کی طرف سے نہیں آیا، تو نماز بھی واجب الاعادہ نہیں ہوگی۔ لیکن یہ یاد رہے کہ بلا عذر شرعی ناقص وقت تک نماز کو مؤخر کرنا، ناجائز و حرام ہے۔

نظائر:

اس کی نظیر سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ ہیں کہ یہ اگر مکروہ وقت سے پہلے لازم ہو چکے تھے، تو ان کو وقت مکروہ

تک مؤخر کرنا، جائز نہیں اور اگر یہ مکروہ وقت میں ہی لازم ہوئے یعنی آیت سجدہ کو اسی وقت تلاوت کیا یا جنازہ اسی وقت میں لایا گیا، تو اب مکروہ وقت میں ان کی ادائیگی میں کوئی کراہت نہیں۔ اور اس کی وجہ وہی بیان کی جاتی ہے ،جو نماز عصر کے متعلق بیان کی جاتی ہے ،یعنی جیسا وجوب تھا، ویسی ہی ادائیگی کی گئی ہے۔

متون معتبرہ:

☆ **الکافی فی الفروع للحاکم،جو ظاہر الروایہ کی جامع ہے،اس میں ہے:**" ویکرہ ان یؤخر صلاۃ العصر الی ان تتغیر الشمس فان صلاھا حین تغیرت الشمس قبل ان یغیب اجزاہ "**ترجمہ:اور عصر کی نماز کو سورج کے متغیر ہونے تک موخر کرنا، مکروہ ہے، پس اگر سورج غروب ہونے سے پہلے ، سورج متغیر ہونے کے وقت اسے ادا کیا تو اسے کفایت کر جائے گی۔** **(الکافی فی الفروع، کتاب الصلاۃ، باب مواقیت الصلاۃ، ص 9، مخطوطہ)**

☆ **امام مظفر الدین احمد بن علی ابن ساعاتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (متوفی 694ھ) متن معتبر مجمع البحرین میں فرماتے ہیں:**" وتکرہ مع الشروق والاستواء والغروب الا عصر یومہ "**ترجمہ:سورج طلوع ہوتے وقت اور جب وہ نصف النہار پر ہو اور اس کے غروب ہوتے وقت نماز مکروہ ہے، سوائے اس دن کی عصر کے۔**

(مجمع البحرین، کتاب الصلاۃ، فصل فی الاوقات التی تکرہ فیھا الصلاۃ، ص 109، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

☆ **متن معتبر " الاصلاح " میں ہے:**" الا عصر یومہ "**ترجمہ: عصر کے مکروہ وقت میں نماز پڑھنا جائز نہیں، سوائے اس دن کی عصر کے۔**

اس کے تحت شرح ایضاح میں ہے:" لانہ اداھا کما وجبت لان سبب الوجوب آخر الوقت ان لم یود قبلہ والا فالجزء المتصل بالاداء، **فاذا اداھا کما وجبت لا یکرہ فعلھا فیہ، انما یکرہ تاخیرھا الیہ** وھذا کالقضاء لا یکرہ فعلہ بعد ما خرج الوقت وانما یحرم تفویتہ "**ترجمہ:** کیونکہ اس نے اسے اسی صفت سے ادا کیا ہے، جس صفت سے یہ واجب ہوئی، کیونکہ وجوب کا سبب، وقت کا آخری حصہ ہے، جبکہ اس سے پہلے ادا نہ کیا ہو، وگرنہ وہ جزء ہے جو ادائیگی کے ساتھ متصل ہے، **پس جب وہ اسے اسی صفت سے ادا کرے جس صفت سے لازم ہوئی ہے، تو اس وقت میں اس کا ادا کرنا، مکروہ نہیں ہوگا، مکروہ تو صرف اس وقت تک تاخیر کرنا ہے۔ اور یہ قضا کی طرح ہے کہ وقت نکل جانے کے بعد اس کا کرنا، مکروہ نہیں، فقط اس کو فوت کرنا حرام ہوتا ہے۔**

(الایضاح فی شرح الاصلاح، کتاب الصلاۃ، ج 01، ص 90، دار الکتب العلمیہ)

☆کنزالدقائق میں ہے:" ومنع عن الصلاۃ وسجدۃ التلاوۃ وصلاۃ الجنازۃ عند الطلوع والاستواء والغروب إلا عصر یومہ "ترجمہ: سورج طلوع ہوتے وقت اور جب وہ نصف النہار پر ہو اور اس کے غروب ہوتے وقت نماز، سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ ممنوع ہے، سوائے اس دن کی عصر کے۔

(کنزالدقائق، کتاب الصلاۃ، ص22، ضیاء العلوم پبلی کیشنز، راولپنڈی)

بحر میں کنز کی اس عبارت کی وضاحت یوں فرمائی گئی:" واستثنی المصنف من المنع عصر یومہ **فأفاد أنہ لا یکرہ أداؤہ وقت التغیر** "ترجمہ: اور مصنف نے ممانعت سے اس دن کی عصر کو مستثنیٰ فرما کر **یہ افادہ فرمایا ہے کہ سورج متغیر ہونے کے وقت اس دن کی عصر کی نماز کی ادائیگی مکروہ نہیں ہے۔**

(بحرالرائق، کتاب الصلاۃ، ج01، ص435، مطبوعہ کوئٹہ)

نہرالفائق میں ہے:" (و) عند (الغروب إلا عصر یومہ) **لأنہ مأمور بالأداء فیہ وھو غیر مکروہ إنما المکروہ التأخیر کما مر** قال في الکافي: وقیل: الأداء مکروہ أیضا۔۔۔ **إلا أن الألیق بکلامہ الأول لمن تأمل** "ترجمہ: اور سورج ڈوبتے وقت نماز مکروہ ہے، سوائے اس دن کی عصر کے کیونکہ اس وقت میں اس کی ادائیگی کا اسے حکم دیا گیا ہے **اور ادائیگی مکروہ نہیں ہے، مکروہ تو صرف تاخیر ہے**، جیسا کہ پیچھے گزرا۔ کافی میں فرمایا:" اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ادائیگی بھی مکروہ ہے۔ مگر یہ ہے کہ غور کرنے والے کے لیے صاحب کنز کے کلام کے زیادہ لائق پہلا قول ہے۔ (نہرالفائق، کتاب الصلاۃ، ج01، ص166، مطبوعہ کراچی)

اور تبیین الحقائق میں اس کی وضاحت یوں فرمائی: وقولہ إلا عصر یومہ أي لا یمنع عصر یومہ **ولا یکرہ الأداء في وقت الغروب** لأنہ أداھا کما وجبت "ترجمہ: یعنی اس دن کی عصر کی نماز ممنوع نہیں ہے اور نہ سورج ڈوبتے وقت اس کی ادائیگی مکروہ ہے، کیونکہ اسے اسی صفت کے ساتھ اس نے ادا کیا ہے، جس صفت کے ساتھ واجب ہوئی تھی۔ (تبیین الحقائق، کتاب الصلوۃ، ج01، ص230، مطبوعہ کوئٹہ)

نوٹ: ان عبارات سے واضح ہوا کہ کنزالدقائق میں اس دن کی عصر کی ادائیگی کو غیر مکروہ قرار دیا گیا ہے۔

☆ملتقی الابحر میں بھی اسی طرح کی عبارت ہے:" ومنع عن الصلاۃ وسجدۃ التلاوۃ وصلاۃ الجنازۃ

عند الطلوع والأستواء والغروب إلا عصر يومه " ترجمہ: سورج طلوع ہوتے وقت اورجب وہ نصف النہار پر ہو اوراس کے غروب ہوتے وقت نماز، سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ ممنوع ہے، سوائے اس دن کی عصر کے۔

(ملتقی الابحر، کتاب الصلاۃ، ص10، مخطوطہ)

عبد الرحیم بن ابی بکر مرعشی علیہ الرحمۃ (متوفی 1149ھ) المعادل شرح ملتقی الابحر میں فرماتے ہیں: "(إلا عصر يومه)۔۔۔يعني: أنَّه لا يُمنَعُ عن صلاة عصر يوم الغروب عند الغروب؛ لأنَّها إذا أداها أداها كما وجبت؛ لأنَّ سبب الوجوب آخر الوقت إن لم يؤدِ قبله، فإذا أداها كما وجبت **فلا يُكرَهُ فعلها، وإنَّما يُكرَهُ تأخيرها إليه** "ترجمہ: مصنف کی مراد یہ ہے کہ جس دن سورج غروب ہونے کے قریب ہو، اس دن کی عصر، سورج غروب ہوتے وقت ممنوع نہیں ہے کیونکہ اس نے اسے اسی طرح ادا کیا ہے، جس طرح وہ واجب ہوئی ہے، کیونکہ وجوب کا سبب وقت کا آخری حصہ ہے، جبکہ اس سے پہلے ادا نہ کی ہو۔ پس جب وہ اسے اسی طرح ادا کرے گا جیسے وہ واجب ہوئی **تو اس کا کرنا مکروہ نہیں، مکروہ تو صرف اس وقت تک موخر کرنا ہی ہے۔**

(المعادل شرح ملتقی الابحر، کتاب الصلاۃ، ج1، ص176، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

☆ تنویر الابصار میں ہے: "وكره صلاة۔۔۔مع شروق واستواء وغروب، إلا عصر يومه" ترجمہ: سورج طلوع ہوتے وقت اور جب وہ نصف النہار پر ہو اور اس کے غروب ہوتے وقت نماز مکروہ ہے، سوائے اس دن کی عصر کے۔ **(تنویر الابصار، کتاب الصلاۃ، ص11، مخطوطہ)**

اوپر مذکور بعض متون میں صراحت ہے کہ عصر کے مکروہ وقت میں کوئی اور نماز پڑھنا مکروہ ہے، سوائے اس دن کی عصر کے، جس سے واضح ہے کہ اس دن کی عصر کی ادائیگی مکروہ وقت میں مکروہ نہیں ہے۔

اور بعض متون میں دوسری نمازوں کی ممانعت یا عدم جواز کا ذکر ہے اور اس سے اس دن کی عصر کا استثنا کیا گیا ہے کہ وہ ممنوع یا ناجائز نہیں ہے، جس کی وضاحت شارحین نے یہی بیان فرمائی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس دن کی عصر کی ادائیگی مکروہ وقت میں کی جائے، تو نماز مکروہ نہیں ہے، اگرچہ اتنی تاخیر مکروہ ہے۔

اس سے یہ واضح ہے کہ متون جو نقل مذہب کے لیے ہوتے ہیں، ان سے یہ بات واضح ہے کہ عصر کے مکروہ وقت میں اس دن کی عصر کی نماز کی ادائیگی مکروہ نہیں ہے۔

شروح معتبرہ:

☆ الینابیع کا حوالہ اوپر مذکور ہوا۔

☆ جامع المضمرات کا حوالہ اوپر مذکور ہوا۔

☆ نہر الفائق کا حوالہ بھی اوپر مذکور ہوا۔

☆ درر الحکام شرح غرر الاحکام میں ہے: ”فإن أداها لا يكره وقت الغروب لأنه أداها كما وجبت لأن سبب الوجوب آخر الوقت إن لم يؤد قبله فإذا أداها كما وجبت لم يكره فعلها فيه وإنما يكره تأخيرها إليه كالقضاء لا يكره فعله بعد خروج الوقت، وإنما يحرم تفويته، قالوا المراد بسجدة التلاوة ما تلاها قبل هذه الأوقات لأنها وجبت كاملة فلا تتأدى بالناقص وأما إذا تلاها فيها فجاز أداؤها فيها بلا كراهة لكن الأفضل تأخيرها ليؤديها في الوقت المستحب لأنها لا تفوت بالتأخير بخلاف العصر وكذا المراد بصلاة الجنازة ما حضرت قبل هذه الأوقات فإن حضرت فيها جازت بلا كراهة لأنها أديت كما وجبت إذ الوجوب بالحضور وهو أفضل، والتأخير مكروه“ ترجمہ: اگر اس نے نماز عصر غروب کے وقت ادا کی تو کراہت نہیں، کیونکہ اس نے ویسی ہی ادا کی ہے جیسی واجب ہوئی تھی، کیونکہ وجوب کا سبب آخری وقت ہے، جبکہ اس سے پہلے ادائیگی نہ کی ہو، تو پھر جب اس نے ویسی ہی ادا کی ہے جیسی واجب ہوئی تھی، تو اس کی ادائیگی مکروہ نہیں۔ ہاں اس میں تاخیر مکروہ ہے جیسا کہ وقت نکل جانے کے بعد قضا کی ادائیگی مکروہ نہیں، اور اس کی ادائیگی فوت کر دینا حرام ہے، فقہاء نے فرمایا: سجدہ تلاوت سے مراد وہ ہے جس کی تلاوت ان اوقات سے پہلے کی ہو، کیونکہ وہ کامل طریقے سے واجب ہوا، تو اس کی ناقص طریقے سے ادائیگی نہیں ہو سکتی، بہرحال جس کی تلاوت انہی اوقات میں کی ہو اس کی ادائیگی ان اوقات میں بلا کراہت جائز ہے، لیکن افضل یہ ہے کہ اس کی ادائیگی میں تاخیر کرے تاکہ اسے وقتِ مستحبہ میں ادا کرے، کیونکہ یہ تاخیر سے فوت نہیں ہوتا، بخلاف عصر کے، یہی مراد ہوگی نماز جنازہ کے متعلق جو ان اوقات سے پہلے لایا گیا، اور اگر انہی اوقات میں جنازہ لایا گیا، تو اس کی ادائیگی بلا کراہت جائز ہے، کیونکہ اس نے اس کی ویسی ہی ادائیگی کی ہے جیسا وہ واجب ہوا تھا، کیونکہ وجوب، جنازہ کے حاضر ہونے سے ہوتا ہے اور یہی افضل ہے کہ ادائیگی کر دی جائے اور اس میں تاخیر کرنا، مکروہ ہے۔

(درر الحکام شرح غرر الاحکام، کتاب الصلاۃ، بیان الاوقات المستحبہ، ج01، ص179، مکتبۃ اولوا الالباب)

☆ تبیین الحقائق میں ہے:"وقوله إلا عصر يومه أي لا يمنع عصر يومه ولا يكره الأداء في وقت الغروب؛ لأنه أداها كما وجبت؛ لأن سبب الوجوب آخر الوقت إن لم يؤد قبله، وإلا فالجزء المتصل بالأداء فأداها كما وجبت فلا يكره فعلها فيه وإنما يكره تأخيرها إليه وهذا كالقضاء لا يكره فعله بعدما خرج الوقت. وإنما يحرم تفويته "ترجمہ: یعنی اس دن کی عصر کی نماز ممنوع نہیں ہے اور نہ سورج ڈوبتے وقت اس کی ادائیگی مکروہ ہے، کیونکہ اسے اسی صفت کے ساتھ اس نے ادا کیا ہے، جس صفت کے ساتھ واجب ہوئی تھی۔ لہذا اس وقت میں اس کی ادائیگی مکروہ نہیں، مکروہ تو صرف اس وقت تک اس کو مؤخر کرنا ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے قضا کہ وقت نکل جانے کے بعد اس کو ادا کرنا، مکروہ نہیں ہے، حرام تو صرف اسے وقت سے مؤخر کرنا ہے۔ (تبیین الحقائق، کتاب الصلوۃ، ج01، ص230، مطبوعہ کوئٹہ)

☆ ابو البقاء احمد بن ضیاء قرشی حنفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (متوفی 854ھ) "الضیاء المعنوی شرح مقدمۃ الغزنوی فی فروع الحنفیۃ" میں فرماتے ہیں:" (لا يجوز فيها الصلوة۔۔۔۔۔الا عصر يومه) فانه يجوز اداء عصر يومه عند غروب الشمس بغير كراهة لانه اداها كما وجبت "ترجمہ: ان اوقات میں نماز جائز نہیں سوائے اس دن کی عصر کے کہ اس دن کی عصر کو سورج ڈوبتے وقت ادا کرنا بغیر کسی کراہت کے جائز ہے، کیونکہ اس کو اسی طرح اس نے ادا کیا ہے، جیسے وہ واجب ہوئی۔

(الضیاء المعنوی شرح مقدمۃ الغزنوی فی فروع الحنفیۃ، کتاب الصلاۃ، ج1، ص438، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

☆ درمختار میں ہے:"(وكره) تحريما۔۔۔(صلاة) مطلقا۔۔(مع شروق)۔۔(واستواء)۔۔(و غروب، إلا عصر يومه) فلا يكره فعله لأدائه كما وجب "ترجمہ: سورج طلوع ہوتے وقت اور جب وہ نصف النہار پر ہو اور اس کے غروب ہوتے وقت مطلقاً نماز مکروہ ہے، سوائے اس دن کی عصر کے، پس اس کو ادا کرنا، مکروہ نہیں ہے کہ وہ جیسے واجب ہوئی تھی ویسے ادا کی گئی ہے۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج2، ص40، 38، 37، مطبوعہ کوئٹہ)

☆ برجندی شرح مختصر الوقایہ میں ہے:"والتاخير الى تغير الشمس يكره واما الاداء فغير مكروه لانه مامور به فكيف يكون مكروها وقيل الاداء مكروه ايضا كذا فى الكافى "ترجمہ: سورج میں

تغیر آنے تک نماز عصر کو موخر کرنا مکروہ ہے اور رہی ادائیگی تو وہ مکروہ نہیں ہے کیونکہ اس کی تو ادائیگی کا اسے حکم ہے، تو وہ کیسے مکروہ ہو گی اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ادائیگی بھی مکروہ ہے، اسی طرح کافی میں ہے۔

(برجندی علی شرح الوقایه، کتاب الصلاۃ، ج1، ص78، مطبوعہ کوئٹه)

☆ امام مظفر الدین احمد بن علی ابن ساعاتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (متوفی 694ھ) اپنی کتاب ”مجمع البحرین“ کی شرح میں فرماتے ہیں: ”وأما أستثناء عصر اليوم فدليل على أنها غير مكروهة وقت الغروب ۔۔۔ وقال أيضا: إن تأخير العصر إلى هذا الوقت يعني وقت تغير الشمس مكروه، فأما الفعل فغير مكروه لأنه مأمور بالفعل فلا يستقيم إثبات الكراهة مع الأمر به“ ترجمہ: اور اس دن کی نمازِ عصر کا استثناء اس پر دلیل ہے کہ غروب کے وقت اس کی ادائیگی مکروہ نہیں۔۔۔ اور ابو الفضل نے یہ بھی فرمایا: سورج میں تغیر آنے تک نمازِ عصر میں تاخیر کرنا مکروہ ہے اور ادائیگی مکروہ نہیں، کیونکہ وہ ادائیگی پر مامور ہے تو ادائیگی کا حکم ہونے کے ساتھ کراہت کو ثابت کرنا درست نہیں۔

(شرح مجمع البحرین، کتاب الصلاۃ، ج1، ص، 469،468، دار الافہام، ریاض)

معتبر فتاوی:

☆ محیط رضوی میں ہے: ”قال مشائخنا: التاخير الى هذاالوقت مكروه فاماالاداء فغيرمكروه، لانه مامور به“ ترجمہ: ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے: اس وقت تک عصر کی نماز کو مؤخر کرنا، مکروہ ہے اور رہی ادائیگی تو وہ مکروہ نہیں ہے، کیونکہ ادائیگی کا تو اسے حکم ہے۔

(المحیط الرضوی، کتاب الصلاۃ، فصل فی الاوقات المستحبه، ج01، ص197، دار الکتب العلمیه، بیروت)

☆ محیط برہانی میں ہے: ” الأوقات التي تكره فيها الصلاة خمسة، ثلاثة يكره فيها التطوع والفرض: وذلك: عند طلوع الشمس، ووقت الزوال، وعند غروب الشمس إلا عصر يومه، فإنه لا يكره عند غروب الشمس“ ترجمہ: جن اوقات میں نماز مکروہ ہے، وہ پانچ ہیں، تین میں نفل و فرض دونوں مکروہ ہیں اور وہ یہ ہیں: سورج نکلتے وقت، نصف النہار پر سورج کے پہنچنے کے وقت اور سورج کے ڈوبنے کے وقت سوائے اس دن کی عصر کے کہ سورج ڈوبتے وقت وہ مکروہ نہیں ہے۔

(المحیط البرہانی، کتاب الصلاۃ، الفصل الاول فی المواقیت، ج02، ص10، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیه، کراچی)

فتاوی ظہیریہ میں ہے:"وقیل فی کراھة وقت العصر تغیر الشمس، وقیل یعتبر التغیر فی عین القرص، وقیل اذا کانت قامت الشمس مقدار رمح لا تتغیر وفیما دونها تغیرت، وقیل اذا کانت یمکنه احاطة النظر فقد تغیر والتاخیر الی ھذا الوقت مکروہ والفعل لیس بمکروہ "ترجمہ: عصر کے مکروہ وقت کے متعلق مختلف اقوال ہیں: ایک یہ ہے کہ سورج کے متغیر ہونے کا اعتبار ہے اور ایک قول یہ ہے کہ عین ٹکیہ میں تغیر کا اعتبار ہے اور کہا گیا ہے کہ جب سورج ایک نیزے پر رہ جائے، تو متغیر نہیں ہوتا اور اس سے کم مقدار میں متغیر ہو جاتا ہے اور کہا گیا ہے کہ جب اس کا نظر سے احاطہ ممکن ہو، تو وہ متغیر ہو جائے گا۔ اور اس وقت تک نماز کو مؤخر کرنا، مکروہ ہے اور نماز کی ادائیگی مکروہ نہیں ہے۔

(فتاوی ظھیریه، کتاب الصلاة، باب مواقیت الصلاة، ص 15، مخطوطه)

☆ فتاوی تاتارخانیہ میں ہے:"الاقات التی یکرہ فیھا الصلاة خمسة، ثلاثه یکرہ فیھا التطوع، والفرض وذالک عند طلوع الشمس ووقت الزوال وعند غروب الشمس، الا عصر یومه فانها لا یکرہ عند غروب الشمس "ترجمہ: جن اوقات میں نماز مکروہ ہے، وہ پانچ ہیں، تین میں نفل و فرض دونوں مکروہ ہیں اور وہ یہ ہیں: سورج نکلتے وقت، نصف النہار پر سورج کے پہنچنے کے وقت اور سورج کے ڈوبنے کے وقت، سوائے اس دن کی عصر کے کہ سورج ڈوبتے وقت، وہ مکروہ نہیں ہے۔

(فتاوی تاتارخانیه، کتاب الصلاة، باب مواقیت الصلاة، ج 2، ص 14، 13، مطبوعه کوئٹه)

چند مزید کتب:

☆ فقیہ ابو اللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم سمرقندی حنفی علیہ الرحمۃ (373ھ) بستان العارفین للسمرقندی میں فرماتے ہیں:" وتكره صلاة الفريضة في ثلاث ساعات، عند طلوع الشمس، وعند استوائها، وعند غروبها إلا عصر يومه" ترجمہ: تین اوقات میں یعنی سورج طلوع ہوتے وقت اور جب وہ نصف النہار پر ہو اور اس کے غروب ہوتے وقت نماز مکروہ ہے، سوائے اس دن کی عصر کے۔

(بستان العارفین، ص 159، دار الکتب العلمیة، بیروت)

☆ زین الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن عبد القادر حنفی رازی (المتوفی 666ھ) تحفۃ الملوک میں فرماتے

ہیں:"ثلاثة یکرہ فیھا کل صلاۃ وسجدۃ التلاوۃ والسھو عند طلوع الشمس واستوائھا وغروبھا إلا عصر یومہ" ترجمہ: تین اوقات میں یعنی سورج طلوع ہوتے وقت اور جب وہ نصف النہار پر ہو اور اس کے غروب ہوتے وقت نماز مکروہ ہے، سوائے اس دن کی عصر کے۔

(تحفة الملوک، فصل شروط الصلاۃ، ص58، دار البشائر الإسلامیہ، بیروت)

☆ امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:"نمازِ عصر میں ابر کے دن تو جلدی چاہیئے، نہ اتنی کہ وقت سے پیشتر ہو جائے۔ باقی ہمیشہ اس میں تاخیر مستحب ہے۔۔۔ **مگر ہرگز ہرگز اتنی تاخیر جائز نہیں کہ آفتاب کا قرص متغیر ہو جائے اُس پر بے تکلف نگاہ ٹھہرنے لگے۔۔۔ اور ادھر جب غروب کو بیس منٹ رہیں وقتِ کراہت آجائے گا، اور آج کی عصر کے سوا ہر نماز منع ہو جائے گی۔**

(فتاوی رضویہ، ج5، ص138، 136، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

☆ بہار شریعت میں ہے "اوقاتِ مکروہہ: طلوع و غروب و نصف النہار، ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں، نہ فرض، نہ واجب، نہ نفل، نہ ادا، نہ قضا، یوہیں سجدۂ تلاوت و سجدۂ سہو بھی ناجائز ہے، البتہ اس روز اگر عصر کی نماز نہیں پڑھی، تو اگرچہ آفتاب ڈوبتا ہو پڑھ لے، مگر اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔"

(بہار شریعت، ج1، حصہ3، ص454، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆ بہار شریعت میں ہے:"جنازہ اگر اوقاتِ ممنوعہ میں لایا گیا، تو اسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں۔ کراہت اس صورت میں ہے کہ پیشتر سے تیار موجود ہے اور تاخیر کی یہاں تک کہ وقتِ کراہت آگیا۔ ان اوقات میں آیت سجدہ پڑھی تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ میں تاخیر کرے، یہاں تک کہ وقتِ کراہت جاتا رہے اور اگر وقت مکروہ ہی میں کر لیا، تو بھی جائز ہے اور اگر وقتِ غیر مکروہ میں پڑھی تھی، تو وقتِ مکروہ میں سجدہ کرنا، مکروہ تحریمی ہے۔"

(بہار شریعت، ج1، حصہ3، ص454، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد عرفان مدنی

25 جمادی الاولی 1444ھ/20 دسمبر 2022ء

الجواب صحیح

مفتی محمد ھاشم خان عطاری

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے